اکبر شاہ کے دین الٰہی کی تشکیل کے بنیادی اہداف اور اثرات

The Basic Goals & Effects of the Creation of Divine Religion by Akbar Shah

Zulfqar Ali

Abstract:

The Indian subcontinent has seen many examples of the peaceful coexistence of the followers of different religions. One of the most striking performances of this approach was the period of Jalal u din Muhammad Akbar-Shah. His tolerance created a new divine religion (Dine Ellahi) that played a major role in creating peace and unity among Indians and the flowering of the moughal Empire. Discussing the elements of divine religion of Akbar Shah is a fundamental issue that requires a comprehensive review and an independent study. According to this article, the creation of Dine Ellahi was carried out by Akbar Shah with the guidance of some ministers, scholars and judges of the court, including Shiites and Sunnis, for various reasons, and this group played a major role in the spread of divine religion. The basic question of this research paper is how and why many Hindues, Muslim and many other followers of all religions accepted this religion and played their role in the progress of their country. This article evaluates the reality and the most fundamental elements of Dine Ellahi of Akbar Shah from the historical point of view.

Key words: *Dine Ellahi, Akbar Shah, Religious Toleration, Islam, India.*

کلیدی کلمات: دین الٰہی، اکبر شاہ، مذہبی رواداری، اسلام، انڈیا۔

تعارف

مختلف مذاہب کے پیروکاروں کا کسی ایک آئین کے ماتحت کامیاب زندگی گزارنا، تاریخ کے اہم ترین موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں مختلف مذاہب اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ پرسکون اور مذہبی رواداری سے سرشار زندگی گزارنے کا معروف ترین نمونہ سن 989ھ/ق میں جلال الدین محمد اکبر شاہ (درح 1556-1605ء) کے دور حکومت میں دکھائی دیتا ہے۔ اکبر شاہ کی روادای اور اتحاد پسندی نے ہندوستان میں ایک نئے دین کو جنم دیا کہ جس کا بنیادی ہدف افراد معاشرہ کے مابین اتحاد کی فضا قائم

کرتے ہوئے ملک وملت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا تھا۔ اکبر شاہ کے دین الٰہی کو تشکیل دینے والے عناصر اور عوامل کا تنقیدی جائزہ لینا اس لئے ضروری ہے کیونکہ اس دین کے تحت اکبر شاہ کے دور حکومت میں مختلف ادیان ومذاہب، او رمکاتب فکر کے حامل افراد متحد ہوگئے تھے۔ اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ آخر ایسا کیونکر ممکن ہوا کہ ہندو اور مسلمان وغیرہ سب ایک دین کی اتباع کرتے ہوئے ملک وملت کی ترقی میں مشغول عمل رہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اکبر شاہ نے اپنے زمانے کے بعض شیعہ سنی علماء وزراء اور کچھ دیگر درباری اہل علم افراد کے تعاون سے مختلف اہداف اور وجوہات کے پیش نظر دین الٰہی کو ایجاد کیا۔ اس مقالہ میں اس دین کی شناخت، اہداف، تشکیل کے مراحل، بنیادی عناصر وعوامل، اور اس کی معاشرہ پر تاثیر کو تاریخی نقطہ نظر سے بیان کیا گیا ہے۔

اکبر بادشاہ کی شخصیت

اکبرشاہ ہند وستان کے مغلیہ بادشاہی خاندان کا تیسرا بڑا نام ہے جس نے ہمایوں(د. ح1507- 1556 میلادی) کی وفات کے بعد بیرام خان کی مدد اور معاونت سے 27 ربیع الاول 963ھ/ق بمطابق 1556ء کو 13 سال کی عمر میں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی باگ دوڑ سنبھالی۔ پچاس سال پر مشتمل اس طولانی عرصہ میں اکبر شاہ نے مختلف مذاہب اور مکاتب کے علما اور فضلا سے متاثر ہو کر تمام ادیان کے مشترکہ نکات کو جمع کیا اور انہیں ایک دوسرے میں ادغام کرکے دین الٰہی کے عنوان سے ایک نیا مشترکہ دین متعارف کروایا۔ اکبر شاہ کے دور حکومت کے طولانی ہونے کی بنا بر دین الٰہی نے خوب پیشرفت اور ترقی کی اور ہندوستان میں اتحاد، امن اور رواداری کی فضاء قائم کرنے میں اس نے اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح اکبر شاہ دین الٰہی کے ذریعے ہندوستان میں مختلف مذاہب جیسے ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ، بدھ مت اور زرتشت وغیرہ کو ظاہراً متحد کرنے میں کافی حد تک کامیاب رہا اس بین المذاہب اتحاد نے اسلامی تہذیب اور دینی کلچر کو بڑی حد تک متاثر کیا۔[1]

ہندوستان کی سرزمین پر مختلف ادیان اور مکاتب کا وجود ایک قدیمی موضوع ہے کیونکہ یہ سرزمین آغاز ہی سے متفاوت اور متنوع حتی متضاد تہذیبوں، ثقافتوں، اور آداب ورسوم کا مرکز رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین پر طول تاریخ میں ہر طرح کے نظریات، عقاید مذہبی شعائر، ادیان، ہنر اور آداب ورسوم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لہٰذا یہ سرزمین ہمیشہ سے مختلف ادیان ومذاہب کے حامل افراد کے لئے معاشرتی وحدت کا عملی نمونہ رہی ہے۔

اکبر شاہ نے اپنے دور حکومت میں تمام ادیان اور مذاہب کے درمیان اتحاد اور وحدت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا تاکہ وہ اپنی حکومت کو مضبوط اور مستحکم بنا سکے۔ درحقیقت اکبر شاہ کا دربار ہر نئ فکر کے حامل شخص کے لئے ایک پناگاہ اور اس کے ابلاغ و اشاعت کا مرکز تھا۔ اکبر شاہ ادیان اور مذاہب کے درمیان اتحادی اور تلفیقی روش کے ذریعے تمام فرقوں بطور خاص مسلمان اور ہندو جو کہ اکثریت میں تھے کی کسی حد تک رضایت اور حمایت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہی بات اس کی تمام گروہوں کے درمیان محبوبیت اور شہرت کا سبب بنی۔ اکبر شاہ کا دور حکومت ہندوستان کی تاریخ کا سنہری دور شمار کیا جاتا ہے کہ جس میں تمام ادیان و مذاہب اور مکاتب فکر نے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ترقی کی منازل طے کیں۔ اس مقالہ میں دین الٰہی کی تعریف، توصیف، اہداف کے علاوہ اس کی تشکیل کے مراحل اور عوامل و عناصر کو بیان کیا گیا ہے کہ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1- اکبر شاہ اور اس کا عہد حکومت۔
2- دین الٰہی کی تعریف اور بنیادی اصول۔
3- دین الٰہی کی تشکیل کے مراحل۔
4- دین الٰہی کی تشکیل کے بنیادی عوامل اور عناصر۔

1-اکبر شاہ کا دور حکومت

جلال الدین محمد اکبر شاہ مغلیہ خاندان کا ہندوستان میں تیسرا حکمران تھا۔ نصر الدین ہمایوں نے اپنی جلاوطنی اور پناہ گزینی کے دوران ایک ایرانی خاتون بنام حمیدہ بانو بیگم سے شادی کی جس کے بطن سے 1542ء کو سندھ کے ایک تاریخی اور قدیمی قصبہ ٹھٹھ کے علاقہ بنام عمر کوٹ کے مقام پر جلال الدین محمد اکبر پیدا ہوا۔ اکبر کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری تکہ نامی ایک خاتون کے ذمے تھی۔[2]

اکبر شاہ کی ولادت کے وقت مغلیہ سلطنت بہت سارے بحرانوں کا شکار تھی۔ ایک طرف سے شیر خان (معروف بہ شیر شاہ سوری 1545م) نے افغانیوں، ترکوں، بلوچوں اور ہندوستانیوں کے مختلفر قبائل کو ساتھ ملا کر ہمایوں کا تختہ الٹ دیا تھا جبکہ دوسری طرف سے اس کے اپنو ں کی بیوفائی نے ہمایوں کو ناامید کر دیا تھا۔ ان حالات اور شرائط نے ہمایوں کو ایرانی بادشاہ طہماسب صفوی کے دربار میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ شیر شاہ کی وفات کے بعد ہمایوں نے ایرانی بادشاہ کی مدد سے قندھار، اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کیا اور پیش قدمی کرتے ہو

ئے دہلی اور آگرہ کا علاقہ بھی اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ نصیرالدین ہمایوں کی اچانک وفات کے بعد بیرام خان نے وزراء اور امراء سے باہمی مشاورت کے بعد اکبر شاہ کو کلانور کے مقام پر 27 ربیع الاول 963ھ/ق مساوی 1556ء کو مغلیہ سلطنت کا تاج پہنایا گیا۔[3]

اکبر شاہ سے پہلے مغلیہ سلطنت فقط دہلی اور پنجاب تک محدود تھی جبکہ بنگال، سندھ، گجرات، مالوہ، خاندیس کے علاقوں میں پٹھانوں کی حکومت تھی اسی طرح بعض علاقوں پر راجپوتوں نے اپنی مستقل اور علاقائی حکومت قائم کی ہوئی تھی۔ جب اکبر شاہ نے ہندوستان کی حکومت سنبھالی تو اس نے بہت سارے نئے احکام جاری کیے۔ کہ جن میں پرانے اور قدیمی جاگیرداری نظام کے بہت سارے اصول اور قواعد کو لغو کردیا اور ہندوستان کو مندرجہ ذیل (کابل، لاہور، ملتان، سرہند، دہلی، آگرہ، الہ آباد، اودھ، اجمیر، گجرات، برار، خاندیس، احمد نگر، ہندوستان اور تین بنگال سے منسوب) 15 صوبوں میں تقسیم کردیا۔ ہر صوبے کی باگ دوڑ حاکم اور سپہ سالار کے پاس ہوتی تھی اور وہ اس کا مطلق العنان حکمران ہوتا تھا لیکن کے اس ساتھ ساتھ اس کے لئے مرکزی حکومت کا مکمل طور پر مطیع اور فرمانبردار ہونا بھی ضروری تھا انہی خصوصیات کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ اکبر شاہ کا دور حکومت ہندوستان کا سنہری دور تھا کہ جس میں تہذیب، ثقافت، ، ادبیات اور دین و مذاہب نے اس انداز میں ترقی اور پیشرفت کی کہ بعد میں آنیوالے ادوار کے لئے کسی حد تک نمونہ عمل قرار پائی۔

1-2- دین الٰہی کی تعریف اور بنیادی اصول و احکام

دین الٰہی کہ جسے بعض مؤلفین و مورخین نے ہندوستان میں صلح کلی کا نام دیا ہے اس سے مراد اکبر شاہ کے زمانے میں تمام ادیان اور مذاہب کا مساوی اور برابر ہونا تھا جس کی بنیاد جلال الدین محمد اکبر شاہ نے کچھ وزراء اور علماء کی مشاورت سے رکھی۔ صلح کلی سے مراد تمام ادیان اور مذاہب کا اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے امن و اتحاد کی فضاء میں آزادانہ عمل کرنا تھا۔ یہ دین اکبر شاہ کی دینی اور اجتماعی سیاست سے مطابقت رکھتا تھا۔ اکبر شاہ نے تخت نشینی کے بعد اتحاد اور امن کی فضاء کو قائم کرنے کے لئے طاقت، مال و دولت، ذاتی اور معاشرتی روابط، افکار عمومی غرض یہ کہ ان تمام وسائل سے استفادہ کیا کہ جن سے وہ بحثیت بادشاہ مملکت کر سکتا تھا یہ سب سبب بنا کہ وہ اپنے زمانے میں اتحاد کا داعی اور مذہبی مصلح اور متفکر کے عنوان سے پہچانا جانے لگا۔ دراصل اکبر شاہ نے دین الٰہی کی تشکیل سے اپنے دینی اور اعتقادی نظریات کا واضح طور پر اظہار کردیا تھا۔ دین الٰہی کہ جس کی بنیاد تلفیقی اور دینی مشترکات پر رکھی گئی تھی اس وقت ہندوستان میں اکثر رائج ادیان کے لئے قابل قبول تھا۔

اکبر شاہ نے دین الٰہی کی بنیاد قومی، دینی اور مذہبی اتحاد پر رکھی تھی اس نے مشترکہ قوم وملت کی تشکیل کے لئے بہت ساری نئی اور جدید اجتماعی اور مشترکہ اصلاحات کو روشناس اور متعارف کروایا۔ جن میں سے قابل ذکر اصلاحات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

۱. ہندوؤں کا جزیہ اور تغما جو اربوں روپوں کی مالیات پر مشتمل تھا، معاف کردیا، ۲. مقدس مقامات اور زیارت گاہوں کی رقم معاف کردی، ۳. ہندوستان میں رائج بلوغت سے قبل شادی کو ممنوع قرار دے دیا گیا، ۴. ستی کی رسم (بیوہ کو شوہر کے ساتھ جلانا) ختم کرکے ہندو بیواؤں کو دوبارہ شادی کی قانونی ازجات دے دی گئی، ۵. حیوانات خاص کر گائے کو مخصوص ایام میں ذبح کرنے پر پابندی لگادی، ٦. اور اسی طرح جنگی قیدیو ں کی سخت سزاؤں کا قانون محاکمہ بھی ممنوع قرار دے دیا گیا وغیرہ۔

بعض مؤلفین کے نزدیک دین الٰہی رکچھ ایسی انسانی، اسلامی، مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا مجموعہ تھا جو ہندوستانی معاشرے میں اتحاد، امن اور بھائی چارے کی فضاء قائم کرنے میں مفید ثابت ہو سکتیں تھیں۔

ابوالفضل علامی نے دین الٰہی کی مہم ترین اصلاحات کو اپنی کتاب بنام "آئین اکبری" میں اس طرح ذکر کیا ہے:

دین الٰہی میں شہوت طلبی، جھوٹ، چوری، غیبت اور تہمت کو مذموم قرار دے دیا گیا تھا۔ اسی طرح تقویٰ، عقل گرایی، پرہیزگاری، محبت، انس، الفت اور مہربانی کو ممدوح کہا گیا، اس کے علاوہ اللہ کی رضا پہ راضی رہنا، اعتدال، انصاف، بزرگوں کا احترام، اندھی تقلید پر عقل کو ف وقیت دینا، عرفانی اور اخلاقی کتابوں کا مطالعہ، مشاورت، قسم نہ اٹھانا، گالی نہ دینا، غم اور غصہ پر قابو رکھنا، اولاامر یا پادشاہ کی اطاعتِ محض کا قائل ہونا، ذخیر اندوزی سے اجتناب کرنا، شراب کو بنانا، خریدنا اور بیچنا ممنوع وغیرہ وغیرہ کو، دین الٰہی کے بینادی اصولوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نفس پرستی، غرور، ظلم، فریب، دنیاپرستی بھی مذموم اعمال شمار کیے جاتے تھے۔[4]

اگرچہ مناسک دینی کے لحاظ سے دین الٰہی توحید اور یکتا پرستی کا دعویٰ دار تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سورج، چاند، آگ اور نور کو بھی مقدس جانا جاتا اور ان کی پوجا کی جاتی تھی کہ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سورج، چاند، آگ اور نورپرستی کے تصورات دین زرتشتی اور اسی طرح شمنی، ہندو اور اسلامی تصوف سے اخذ کیے گئے تھے۔[5]

یاد رہے کہ دین الٰہی نہ تو آسمانی دین تھا کہ جس کے ساتھ کتاب بھی اتری ہو اور نہ ہی کسی معروف دینی شخصیت نے اس کا تعارف کروایا تھا بلکہ یہ اکبر کے زمانے کے مروجہ تمام ادیان میں رائج مختلف عقاعد، آداب اور رسم و

رواج کا مجموعہ تھا کہ جس کا زیادہ تر حصہ اکبر شاہ کے دربار یا فتح پور سیکری میں موجود عبادت خانہ میں ہونے والے بحث و مباحثہ سے لیا گیا۔ ہوا یہ تھا کہ ان ابحاث سے اخذ شدہ نتائج نے اکبر شاہ کے دل میں کچھ اس طرح کی تاثیر ڈالی کہ جس کے نتیجے میں اس نے اس دین کو ایجاد کر ڈالا۔ اس طرح سے دین الٰہی کے اصول کسی مستقل دین کا پیش خیمہ نہیں تھے بلکہ یہ ہندوستان میں پائی جانے مذہبی ہم آہنگی کا نتیجہ تھا۔[6] اور یہی اکبر شاہ کی سیاست کا مرکز و محور تھا۔ دین الٰہی کا اصلی ترین ہدف تمام الٰہی یا غیر الٰہی ادیان اور مکاتب کے درمیان موجود اختلافات و منازعات کو ختم کرنا اور اتحاد و امن کی فضاء ایجاد کرنا تھا۔ تمام افراد کا ایک مشترک دین کے اصولوں پر عمل پیرا ہونا اور اس کے قوانین کی پابندی کرنا ضروری تھا۔

دین الٰہی کے بنیادی اور اساسی ترین اصول قرآن اور اسلامی اقدار سے ماخوذ تھے اور باقی مروجہ ادیان و مذاہب کی پسندیدہ اخلاقی و اجتماعی اقدار مثلاً تزکیہ نفس، قرب خدا، مراقبہ، محاسبہ۔۔۔ وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اسی بنا پر دین الٰہی کے بیشتر اصول اسلامی اور اجتماعی اخلاق کی ترویج پر مبنی تھے۔ اکبر شاہ دین الٰہی کو دین توحید اور توحید الٰہی کے نام سے پکارتا تھا۔

اکبر شاہ کے اس اقدام پر علماء، مؤرخین اور اہل علم حضرات کا دو طرح سے رد عمل ہوا کہ جس میں ایک گروہ نے اس کے حق میں جبکہ دوسرے نے اس کے خلاف رائے دی. جنھوں نے اس کے حق میں رائے دی ان کے نزدیک اکبر شاہ ہندوستان کا مصلح، دانا، مہربان، شفیق اور کامیاب ترین حکمران تھا کہ جس نے علما اور وزراء کی راہنمائی سے ہندوستان میں امن، اتحاد اور وحدت کی فضاء ایجاد کی جبکہ دوسرے گروہ نے اسے دین میں خرافات اور بدعات کی تشہیر گردانا ہے۔

بعض مورخین کے نزدیک دین الٰہی اکبر کے زمانے میں ایک سادہ اور قابل قبول نظریہ تھا جو مکانی اور زمانی شرائط کی بنا پر وجود میں لایا گیا۔ البتہ اسی زمانے میں اس کو بعض دیگر صاحبان علم و دانش کے ہاں ایک دینی بدعت بھی تصور کیا جاتا تھا یہاں تک کہ بعض افراد جیسے مؤرخ بدائونی، شاہ منصور، معصوم خان وغیرہ، کے نزدیک اس عمل کو اکبر شاہ کی پیغمبری یا پھر ربوبیت کے دعویٰ سے بھی متہم کیا جاتا رہا کہ جس کے سبب اس پر کفر والحاد کے فتوے لگائے گئے۔ جبکہ اکبر شاہ نے 1549ء میں شہر مکہ سے آنے والے خطوط کے جواب میں صاف لفظوں میں ان کے اس استدلال کو باطل قرار دیا اور دین الٰہی کو فقط اتحادِ مذاہب کا وسیلہ قرار دیا۔[7] اس کے علاوہ اکبر شاہ نے عبداللہ خان ازبک حاکم قندھار کے خط کے جواب میں بھی اپنی پیغمبری و نیز الہیت کے دعویٰ کی مکمل اور واضح طور پر تکذیب کی۔ معلوم رہے کہ اکبر کے علاوہ جن لوگوں نے دین الٰہی کو ترویج دینے میں بنیادی کردار ادا کیا انکی تعداد انتہائی مختصر یعنی ۱۹ افراد پر مشتمل تھی یہ افراد ایک زمانے تک اس دین کو وسعت

دینے اور ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے تگ و دو کرتے رہے لیکن اکبر کی وفات دکے بعد اس کی ترویج کا عمل مکمل طور پر رک گیا کہ جس سے دین الٰہی کو زیادہ پذیرائی نہ مل سکی۔

3-1- دین الٰہی کی تشکیل کے مراحل

ہندوستان میں ہمیشہ دینی رواداری اور مشترک مذہبی فضاء غالب رہی ہے۔اکبر شاہ پہلا شخص نہیں تھا جس نے متحدہ ہندوستان کا خواب دیکھا تھا۔اگرچہ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے قبل کئی ادیان و مذاہب کے پیروکار باہم زندگی گذار رہے تھے اور جتنے مسلمان حکمران اس سرزمین میں داخل ہوئے انہیں اس صورت حال کا سامنا رہا اور تمام مسلم حکمرانوں کی خواہش رہی کہ اتحاد اور مسالمت آمیز فضاء قائم کی جائے، لیکن وہ اس دینی اور مذہبی اتحاد اور امن کو فقط سیاسی ضرورت تصور کیا کرتے تھے۔مثلاًعلاء الدین خلجی نے جب 695ھ/ق میں دہلی میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تو اس نے بھی مختلف مذاہب کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لئے کچھ اسی طرح کی کوششیں کیں۔اسی طرح تیمور لنگ نے سیاسی اہداف کے حصول کی خاطر خود کو سنی بلکہ متعصب سنی ظاہر کیا یہاں تک کہ اپنامذہب تبدیل کرڈالا۔اس کے علاوہ مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر نے سنی ہونے کے باوجود ایران کے شیعہ مسلک بادشاہوں سے وفاداری کا اظہار کیا۔اس کے علاوہ جتنی بھی اقوام، افغان، ترک، کرد، ایرانی، مغل، ازبک وغیرہ۔۔۔ ہندوستان میں داخل ہوئیں ہیں ان میں سے اکثر نے دینی اور مذہبی رواداری کا خیال رکھا ہے۔[8]

اکبر شاہ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس میں مذہبی تعصب نہیں تھا۔اس کا خاندان تمام ادیان کا احترام کرتا اور ان کی دینی رسومات میں شریک ہوا کرتے تھے۔اس بناپر اکبر شاہ کے اندر بچپن ہی سے دینی روادای اور مذہبی ہم آہنگی کا جزبہ پایا جاتا تھا کہ جسے بعض سنی درباری علماء جیسے۔ عبد النبی، ابوالفضل علامی، ابوالفیض فیضی دکنی، محمد یزدی، لطیف قزوینی، شیخ عبدالنبی، حکیم ابوالفتح گیلانی وغیرہ نے صوفیانہ عقاید کا تابع بنادیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ دربار میں موجود کچھ شیعہ عناصر جیسے بیرام خان اور عبدالطیف قزوینی نے اکبر شاہ کے اندر مذہب شیعہ کے لئے نرم گوشہ پیدا کردیا تھاجبکہ وہ ذہنی طور پر روحانی، دینی، اجتماعی اور سیاسی اشتراک کا قائل ہوگیا تھا کہ۔جس کے نتیجہ میں اسے جب بھی فرصت ملتی اور حالات سازگار ہوتے تو وہ دینی اتحاد و مذہبی رواداری پر زور دیتا اور اس کی ترویج کا بندوبست کرتا اکبر شاہ کے اس اقدام کو دین الٰہی کی تشکیل میں پہلا قدم تصور کیا جاسکتا ہے۔[9]

اکبر شاہ کے عہد حکومت میں دینی فضا کا غلبہ تھا اور لوگ بادشاہ کی نسبت دینی پیشواؤں اور رہنماؤں کی اطاعت کو ترجیح دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ بہت سارے نئے دینی اور مذہبی مکاتب نے بھی جنم لیا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس ہرج و مرج کی فضاء سے بچنے کے لئے اس کے پاس بہترین راہ اور طریقہ دین الٰہی کی تشکیل تھا جس میں اس کے خیال سے وحدت و اتحاد کا عنصر پایا جاتا تھا۔ اکبر شاہ نے حکومت کی ابتدا ہی سے تمام مکاتب کو فکری اور مذہبی آزادی دے رکھی تھی جس کے نتیجے میں مختلف ادیان اور مکاتب فکر کے پیروکار، علما، اہل قلم، ہنر مند، دانشور، تجار، شعراء اور ادبا، ہمسایہ ممالک خاص کر ایران سے بڑی تعداد میں ہندوستان آنا شروع ہو گئے۔

تاکہ بادشاہ کو اپنے مدّ نظر مذہب کی طرف مایل کر سکیں۔ اس طرح اکبر شاہ کا دار الخلافہ یعنی شہر آگرہ مختلف ادیان کی ایک دینی درس گاہ میں تبدیل ہو گیا جس میں تمام ادیان کو آزادی کے ساتھ اپنا نظریہ بیان کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ اسلام کے علاوہ باقی ادیان خاص کر ہندو مذہب کو سمجھنے کے لئے، سنسکرت زبان اہل علم سکھائی گئی تاکہ وہ اس مذہب کے دینی اور ادبی آثار کو فارسی زبان میں ترجمہ کر سکیں البتہ اس کے علاوہ دوسری زبانوں جیسے عربی اور ترکی وغیرہ، میں موجود دینی اور ادبی مواد کو فارسی میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی جاتی رہی. یہ کام پہلے مرحلے میں ان کے نزدیک آزادی فکر کا موجب تھا اور اس کے علاوہ اکبر کے دین الٰہی کی راہ بھی ہموار کر رہا تھا۔[10]

اکبر شاہ نے 983ھ.ق کو فتح پور سیکری میں جو اس وقت ہندوستان رکا دار لخلافہ تھا، دینی کتب کے مطالعہ اور مذہبی تعلیمات کے تجزیہ و تحلیل کی خاطر ایک عبادت خانہ تعمیر کروایا۔[11] ابتدا میں یہ عبادت خانہ صرف اہل تسنن کے ساتھ مختص تھا اور فقط اسلامیات و الٰہیات پر مبنی موضوعات زیر بحث لائے جاتے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شیعہ مکتب فکر اور بعد میں باقی مذاہب مثلاً ہندو، زرتشت، آیین جین، سکھ بدھ مت، یہودی اور عیسائی حضرات کو بھی شرکت کی اجازت مل گئی ان جلسات میں جو حضرات مسلسل شریک ہوتے ان میں ابوالفضل مبارک علامی، شیخ جمالی بختیار، عبدالنبی، محمود پسی، مولانا شیرازی، ٹوڈر مال، بیر بل بھگوان داس، میرزا شاہرخ، راجہ بھگونت داس، اس عبادت خانے میں تمام حنفی، شافعی، شیعہ، فقہا، حکما اور دیگر مذاہب کے لوگ جمع ہوتے اور مذہبی اعتقادات اور دینی فلسفہ پر بحث و مباحثہ کرتے۔ مذکورہ عبادت خانہ میں رات کو خاص کر شب جمعہ تمام مکاتب کے افراد مختلف گروہوں کی نمایندگی کرتے ہوئے متفاوت موضوعات کو زیر بحث لاتے۔ اکبر شاہ بعض اوقات ان جلسوں میں خود بھی شریک ہوتا اور تمام حلقوں میں اس کی رائے کو ترجیح دی

جاتی حتی کہ بعض علماء جیسے ، صدر الصدور شیخ عبد النبی، قاضی جلال الدین ملتانی، صدر جہاں مفتی اعظم، شیخ مبارک ، غازی خان بدخشی، نے اکبر شاہ کو بطور مجتہد قبول کرلیا اور اس کو محضر نامہ کا نام دیا۔ اکبر کو مجتہد قرار دینے کا فتوای اس نے سورہ نساء کی آیت نمبر 59 کے پیش نظر دیا کہ جس میں ارشاد باری تعالی ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا) (ترجمہ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔")[12] یہ اس صورت میں تھا کہ اکبر نے کسی دینی راہبریت کا دعوی نہیں کیا۔[13]

تمام ادیان کی اس تلفیقی اور اتحادی فضاء سے اکبر شاہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ توحید کی حقیقت کسی ایک دین میں مضمر نہیں اور نہ ہی کسی ایک فرقہ سے مختص ہے بلکہ اس کو تمام ادیان میں تلاش کرنا چاہیے۔ لہٰذا یہ وجہ بنی کہ اکبر دین الٰہی کی تشکیل کے لئے ذہنی طور تیار ہو گیا تھا۔[14]

1-4- دین الٰہی کی تشکیل کے عوامل و عناصر

اگر تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو ہندوستان میں مختلف ادیان ومذاہب کا وجود ہر حکومت کے لئے ایک بڑا مسئلہ رہا ہے۔ تمام حکومتوں کی طرح مغلیہ سلطنت کے سلاطین اور خاص کر اکبر شاہ نے بھی وہی راہ اختیار کی جو سیاسی طور پر مفید تھی۔ دین الٰہی کی تشکیل کا اصلی عامل خود اکبر شاہ تھا کہ جس کے دل میں موجود مذہبی اور دینی رواداری کا جزبہ شروع سے ہی پایا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ اکبر شاہ نے ابتدا ہی سے یہ درک کر لیا تھا کہ ہندوستان میں موجود تمام ادیان کا اتحاد، اس کی سیاسی ضرورت ہے اس لئے اس نے اپنے ہدف تک پہنچنے کے لئے ہندوستان کے اصلی سردار خاندانوں یعنی ہندوؤں اور راجپوتوں سے بہتر اور قریبی تعلقات استوار کیے اور ان کے گھرانوں میں شادیاں کیں۔ اس طرح اکبر شاہ ان کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس عمل سے اس کی سیاسی قدرت میں بہت اضافہ ہو گیا۔

دوسرا بنیادی عامل جس نے دین الٰہی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا وہ شاہی دربار اور اس کے ساتھ ساتھ اہم شہروں میں مختلف ادیان کی مذہبی اور دینی فعالیت تھی۔ اس دینی فعالیت نے نئے دین کی ایجاد کے سلسلے میں اکبر شاہ کی ذہنی آمادگی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ عہدِ اکبر میں مسلمانوں اور ہندوکے درمیان مسلسل تعاملات کی وجہ سے اسلام کی اشاعت اور ابلاغ کا انگیزہ ختم ہو چکا تھا۔ مذہبی اور فکری آزادی کی وجہ سے باقی ادیان کا اثر رسوخ بڑھ چکا تھا۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ اکبر کے دین الٰہی میں نہ فقط اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کی گئ تھی بلکہ یہ دین اسلام وسعت کی راہ میں بہت بڑی روکاوٹ بھی تھا۔

البتہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شیعہ اور سنی متعصب علما کی گروپ بندیوں نے بھی دین الٰہی کی زمینہ سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس دوران اکبر شاہ بہت سارے دینی مشترکات کو درک کر چکا تھا۔ دربار میں موجود علما کے درمیان اختلاف اور تعصب نے اکبر شاہ کو اعتقادی طور کمزور کر دیا تھا اور اس بات نے اس کے اندر آزاد خیالی کو جنم دیا کہ جس کے سبب اکبر شاہ نے عقل و منطق کی روشنی میں غور و فکر کرنے ی کو اندھی تقلید پر ترجیح دینا شروع کر دیا جو دین الٰہی کی تشکیل میں ایک اور سنگ بنیاد ثابت ہوا۔[15]

ایک اور اہم عنصر کہ جس نے دین الٰہی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، وہ حکومت کی جانب سے مذہبی گروہوں کی اندرونی گروپ بندیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تھا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اکبر شاہ کے دور حکومت میں بہت ساری تحریکوں نے جنم لیا اور لوگ بادشاہ کی نسبت دینی راہبرون سے زیادہ وفادار ہونے لگے۔ اکبر شاہ نے ان دھڑے بندیوں کو ختم کرنے کے لئے بھی دین الٰہی کا انتخاب کیا تاکہ مرکزی حکومت کو مضبوط کیا جاسکے۔ اکبر شاہ کے ان اقدام سے تمام ادیان کی خود محوری ختم ہو گئ جس سے مرکزی حکومت کو استحکام ملا۔ ی۔

ہندو اور باقی ادیان کی رضایت اور حمایت کے حصول نے دینی رواداری کی فضاء قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اکبر شاہ کے دور حکومت تک بہت سارے راجپوت تسلیم نہیں ہوئے تھے۔ یہ قبایل تعداد میں زیادہ ہونے کے علاوہ جنگجو، بہادر اور ہندوستان کی سرزمین سے خوب واقف تھے۔ اکبر شاہ کی نصف فوج ان افراد پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ بہت سارے اداری اور مالی معاملات کی مسؤلیت ان کے پاس تھی۔ جلبِ حمایت کے علاوہ اکبر کا اہم ترین ہدف دربار میں ایرانی اور تورانی اشرافی طبقہ کی قدرت کو ختم کرنا بھی تھا اور اکبر اس ہدف کے حصول میں بھی دین الٰہی کے ذریعے کافی حد تک کامیاب رہا۔[16]

اکبر شاہ کے دور حکومت میں تصوف کا عروج تھا اس لئے صوفیا کرام نے عوام میں اور خاص کر ہندوؤں، زمینداراں، جاگیر داراں، تجار اور شعرا کے درمیان مذہبی رواداری اور دینی بھائی چارے کو بہت فروغ دیا جو دین الٰہی کی تشکیل میں ایک اور اہم سنگ بنیاد ثابت ہوا۔ صوفیا اور اولیا کرام نے عوام کو مشترک دین کے لئے ذہنی طور پر آمادہ کر دیا تھا۔ اس بنا پر صوفیاء اور اولیاء اکرام کا بھی دین الٰہی کی تشکیل میں اہم کردار سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔

مختلف ادیان اور مذاہب کے حامل اہل علم حضرات کا ہندوستان کی طرف ہجرت کرنا بھی، دین الٰہی کی ایجاد میں اہم سبب ثابت ہوا۔ مختلف افکار کے حامل افراد نے بلا تفریق تمام دینی اور مذہبی اقدار کا احترام کیا اور خاص کر سلسلۂ چشتیہ کو بہت زیادہ پذیرائی ملی۔ خود اکبر شاہ بھی سلیم چشتی کا معتقد تھا اور اس سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔[17]

مغلیہ سلطنت کا دینی جواز بھی دین الٰہی کی تشکیل کا سبب تصور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس دور میں تمام ہمسایہ ممالک مثلاً ایران میں صفوی بادشاہ نے شیعہ مذہب کو رسمی قرار دے دیا تھا اسی طرح سے ترکی میں خلافت عثمانی سنی مذہب کی دعویدار تھی۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صفوی اور عثمانی دونوں ہمسایوں کا مذہبی اعتبار سے اس قدر شدت پسند ہونا اس بات کا امکان قوی ہے کہ اکبر نے مغلیہ سلطنت کی مشروعیت یا دینی جواز کے لئے دین الٰہی کی بنیاد رکھی جو اس کی نظر میں تمام مکاتب فکر کا متفقہ دین تھا۔

دین الٰہی کی تشکیل کے بنیادی اہداف اور ہندوستان پر اس کے اثرات

اگرچہ مذکورہ بالا سطور میں بہت سارے مقامات پر دین الٰہی کی تشکیل کے بعض اہداف کو اشارتاً پیش کیا گیا ہے لیکن اس مقام پر کچھ وہ اہداف بیان کرنا مطلوب ہیں کہ جن کا ذکر کرنا باقی ہے۔ اس طرح سے دین الٰہی کا بنیادی ترین ہدف ہندوستانی معاشرے میں دینی اور مذہبی اشتراک اور متحدہ ہندوستان کے اس خواب کی تعبیر تھا کہ جسے ہر حکمران نے اپنی آنکھوں میں سجا رکھا تھا۔ با اکبر شاہ کی، قومی، دینی اور مذہبی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ ایک ملی اتحاد قائم کرے۔ اکبر شاہ نے اپنے طولانی ترین دور حکومت میں اس بات کو خوب درک کر لیا تھا کہ مغلیہ سلطنت وحکومت کی پائداری اور بقا تمام مکاتب فکر کو ملا کر چلنے میں پنہان ہے۔ دین الٰہی کی تشکیل اکبر شاہ کی سیاسی ضرورت تھی اور مغلیہ سلطنت کا استحکام اور مذہبی رواداری کا قیام اس کے اہم ترین اہداف میں شامل تھے۔[18]

دین الٰہی کی تشکیل کا ایک اہم ہدف تمام مذاہب کے حامل افراد کی حمایت اور رضایت کا حصول تھا۔ اکبر شاہ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا کہ ہندوستان کی ترقی اور مغلیہ سلطنت کا استحکام تمام مکاتب فکر اور قوموں قبیلوں کو ملا کر چلنے میں ہے۔ اس نے اس ملی اتحاد کی ترویج کے لئے جہاں ایک طرف سے علماء اور دانشوروں کی خدمات حاصل کیں وہاں پر مختلف مذاہب و قبائل جیسے، مسلمان، ہندو، راجپوت، مسیح، یہودی وغیرہ خاندانوں میں شادیاں کیں۔ اس طرح اکبر شاہ کو ہندوستان کے اکثر مذاہب و قبائل کی وفاداری کا یقین ہو گیا کہ جس کے نتیجہ میں ہر گروہ کو دربار تک رسائی حاصل ہو گئی۔ علاوہ ازیں اس نے تغما، جزیہ اور کروڑوں کی مالیات حذف کردیں اور دربار میں بڑے بڑے مناصب و مقامات عطا کیے کہ جس کے نتیجہ میں دینی اور مذہبی رواداری اور تحمل کو فروغ ملا۔[19]

دین الٰہی کی تشکیل اور ترویج کا ایک اہم ہدف غیر ضروری اور غیر منطقی رسوم کا خاتمہ بھی تھا جس کہ گذشتہ ابحاث میں اشارہ کیا ہے کہ ہندوستان کا تمدن اور فرہنگ مختلف عناصر کا مجموعہ تھی کہ۔ جس میں ہر طرح کی طرز زندگی کو قریب سے مشاہدہ کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح اکبر شاہ بہت ساری غیر عقلی رسوم مثلاً ستی، سادوؤں کا ننّگا رہنا، خواتین پر ظلم اور ان کے حقوق کا خیال نہ رکھنا، شکنجہ اور محاکمہ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہوا۔[20]

سنت گرائی کا خاتمہ اور عقل گرائی کو ترویج دینا دین الٰہی کی تشکیل کا ایک اور اہم ہدف تصور کیا جا سکتا ہے کیونکہ اکبر شاہ دربار کی متعصب فضاء سے مایوس ہو چکا تھا۔ دراصل درک کر چکا تھا کہ توحید کی حقیقت کسی ایک فرقہ سے مختص نہیں کی جا سکتی۔ اسی بنیاد پر اکبر شاہ نے تمام مکاتب فکر کے لئے عبادت خانہ کے دروازہ کھول دیے اور تمام مذاہب کو اپنے عقاید کا پرچار اور تبین واشاعت کا پوار حق حاصل تھا۔ دین الٰہی، اس طرح مذہبی گروپ بندیوں کو کافی حد تک ختم کرنے میں کامیاب رہا۔ دراصل اس مذہب کا مقصد، تمام مذاہب والوں کو یکجا کرنا اور، ہم آہنگی پیدا کرنا تھا۔ اکبر کے مطابق، دین ہندو، دین مسیحی، سکھ مذہب، دین اسلام اور زرتشت وغیرہ کے، عمدہ اور خالص اُصولوں کو اکھٹا کرکے ایک نیا دینی تصور قائم کرنا، جس سے رعایا میں نااتفاقیاں دور ہوں اور، بھائی چارگی قائم ہو۔ ہندوستانی معاشرہ کی طبقاتی تقسیم کا خاتمہ بھی دین الٰہی کے اہداف میں شامل تھا۔ جیسا کہ گذشتہ ابحاث میں اشارہ کیا تھا کہ ہندوستان ہمیشہ سے مختلف ادیان و مذاہب کا مجموعہ رہا ہے تو اس صورت حال میں معاشرتی طبقہ بندی بھی اس سرزمین پر میں موجود رہی ہے خاص کر ہندوؤں میں ذات پات اور طبقہ بندی کا رحجان بہت زیادہ تھا

جو دینی رواداری اور بھائی چارہ کے خلاف تھا۔ اکبر شاہ تمام طبقات کے درمیان بلا تفریق مساوات، برابری اور دینی رواداری کو فروغ دینے کا خواہشمند تھا لہٰذا اس کے نزدیک اس کا بہترین راستہ دین الٰہی کی تشکیل تھا جو ہندوستان میں رائج تمام ادیان کے بعض ٹکڑوں اور حصوں پر مشتمل تھا۔

2-2- ہندوستان کے معاشرے پر دین الٰہی کے اثرات

دین الٰہی جو کہ اکبر شاہ اور اس کے ساتھ دیگر علماء وفضلاء خاص کر شیخ ابوالفضل علامی، شیخ ابوالفیض فیضی، بیرام خان وغیرہ کی مشاورت، راہنمائی اور مختلف ادیان کی مشترکہ اقدار سے وجود میں آیا اس نے مختصر وقت میں ہندوستانی معاشرہ پر بہت سارے دیرپا اثرات مرتب کیے جن میں سے اہم ترین نقوش مندرجہ ذیل ہیں:

سب سے پہلی چیز جو اس موضوع پر دیکھنے کو ملتی ہے وہ یہ کہ دین الٰہی کی تشکیل سے بعض افراد کے نزدیک مذاہب کے احترام کو فروغ ملا اور مخصوص دین محوری اور دینی برتری کا خاتمہ ہوا۔

اکبر شاہ نے دین الٰہی کے باقاعدہ اعلان سے قبل مختلف زبانوں میں موجود متفاوت ادیان کے دینی، ادبی اور تاریخی آثار

کو اس زمانے کی مروجہ زبان فارسی میں ترجمہ کروایا۔ اس طرح عوام کو مختلف ادیان سے آشنائی کا موقعہ ملا جس سے عوام کے اندر دین شناسی کو بہت فروغ ملا حتی کہ انہیں اپنے دین کو سمجھنے میں بھی کافی حد تک مدد ملی۔

دین الٰہی نے ہمسایہ ممالک خاص کر ایران، پرتغال، خلافت عثمانیہ ی اور بنگال سے، اقتصادی، تجاری، ادبی فرہنگی روابط کے فروغ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ جیسا کہ تاریخی شواہد سے یہ بات عیاں ہے کہ تمام ہمسایہ ممالک سے اکبر شاہ کے دور حکومت میں برادرانہ تعلقات قائم تھے۔ کہ جس کے نتیجے میں سمندری اور زمینی راستوں ہ سے تجارت کو بہت فروغ ملا۔

اگرچہ بعض افراد اس دین کے سبب وجود میں آنے والی بدعات اور اختلافات کے قائل ہیں جبکہ ایک دوسرا گروہ اس بات کا معتقد ہے کہ دین الٰہی نے عوام اور علماء کے درمیان فاصلے کو کافی حد تک کم کر دیا تھا کیونکہ ہر فرقہ کے عالم دین کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ اپنے دین کے پیروکاروں کو مذہبی حقانیت بیان کرے تاکہ گمراہی کا امکان کم ہو۔ البتہ متدین علما عوام کو دین الٰہی کے مفاسد ہی بیان کرتے۔ اس کے علاوہ دین الٰہی کہ جسے انہوں نے صلح کلی کا

نام دے رکھا تھا، دربار اور عوام کے درمیان بھی پائے جانے والے فاصلوں کو کم کرنے میں بھی مفید ثابت ہوا۔ بعض مورخین کے نزدیک اکبر شاہ ہفتہ میں تین دن عوامی عدالت اور ایک دن خاص دربار منعقد کیا کرتا کہ جس میں خود شریک ہوا کرتا تھا۔[21]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دین الٰہی کے ذریعے مختلف افکار کے حامل افراد کو دوسرے ادیان کے بارے میں جب مثبت آگاہی ملی تو اس سے مختلف مکاتب فکر کے درمیان صلح اور آشتی کی فضا برقرار ہوئی. کیونکہ اس وقت لوگ اپنے دین کے علاوہ دیگر ادیان کے بارے میں کافی حد تک آشنایی رکھنے لگ گئے تھے کہ جس سے وہ ایک دوسرے کو ں احترام کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

دین کی تشکیل نے مغل، ترک، ایرانی، راجپوت، زمیندار، جاگیر دار اور امراء وغیرہ کی خود سرائی، ظلم، ناانصافی اور عوامی معاملات میں بغیر کسی وجہ کے دخل اندازی کو کافی حد تک کم کر دیا۔ یہ بھی تاریخی مصادر میں ملتا ہے کہ دین الٰہی میں مزدور طبقہ کے حقوق پر بہت زور دیا گیا تھا۔ اور مذہبی فضاء اور دینی رواداری سے دربار میں موجود اشرافیت کا کافی حد تک خاتمہ ہو گیا۔

دین الٰہی کی ان ساری خوبیوں اور خامیوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ اکبر شاہ کو ایک مسلمان بادشاہ کی حیثیت سے کسی بھی صورت میں اس بات کی اجازت نہیں دی گئی تھی کہ وہ اپنے سیاسی اور سماجی مسائل کے حل یا پھر مادی ترقی کی غرض سے کسی نئے دین کا آغاز کرے کہ جس میں اسلامی قوانین جیسے گائے کو ذبح کرنے پر پابندی لگانا، غیر کتاب کفار کے ساتھ ایک ظرف میں غذا کھانا یا ان کو مسلمان کئے بغیر ان سے رشتہ داری قائم کرنا وغیرہ وغیرہ، کو تبدیل کرکے دین اسلام میں بدعات کا آغاز کرے۔ البتہ ملکی ترقی اور پیشرفت کے پیش نظر اگر ایک ملی اتحاد بنا دیا گیا ہوتا کہ جس میں ہر دین کے پیروکاروں کو اپنے اپنے عقاید اور تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع دیا جاتا اور کسی بھی دین خصوصاً دین اسلام کے حلال یا حرام کردہ قوانین میں رد و بدل نہ کی جاتی تو یہ بات کسی حد تک قابل قبول تھی لیکن اکبر شاہ دین الٰہی کی تشکیل کی ذریعے دین میں بدعات ایجاد کرنے کا واضح طور پر مرتکب ہوا تھا۔

نتیجہ

اکبر شاہ کا ذاتی رحجان، سیاسی اہداف، دربار میں موجود مختلف عناصر کا وجود، اور ہندوستان کی خاص زمانی اور مکانی شرائط دین الٰہی کی تشکیل کے بنیادی ترین عوامل اور عناصر تھے۔ درحقیقت دین الٰہی اکبر کے زمانے، ہندوستان میں مروجہ تمام ادیان اور مذاہب کا امتزاج اور مجموعہ تھا۔ دین الٰہی کو اکبر شاہ نے تمام مکاتب فکر کے درباری علماء کی راہنمائی سے، معاشرہ میں اجتماعی، دینی، مذہبی وحدت، تقویٰ، پرہیزکاری، عقل کو اندھی تقلید پر برتری، مذہبی تبعیض کا خاتمہ، عدل و انصاف کا قیام اور تمام طبقات کے درمیان مساوات و برابری کو قائم رکھنے کے لئے ایجاد کیا تھا۔ البتہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دین الٰہی اکبر شاہ کی سیاسی ضرورت تھا۔

اکبر شاہ نے دین الٰہی کے ضمن میں اپنی خدائی یا پیغمبری کا دعوی نہیں کیا البتہ بعض لوگوں نے اس حوالے سے اس پر یہ تہمت لگائی جو اختلاف کا سبب بنی۔ اکبر شاہ کا دین الٰہی کی تشکیل کا اصلی ترین ہدف ہندوستان میں صلح کل یا دینی رواداری، امن، اتحاد، کو رواج دینا تھا۔ اکبر شاہ دراصل دین الٰہی کے ذریعہ متحدہ ہندوستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتا تھا۔

اکبر شاہ کو دین الٰہی کی تشکیل پر بہت سارے اختلاف کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس نے کسی کی نہ سنی اور مسلسل کوشش کے بعد مقرر کردہ اہداف کے حصول میں کافی حد تک کامیاب رہا لیکن اس دین کو زیادہ پذیرائی نصیب نہ ہوئی اور اس کے پیروکاروں کی تعداد بہت کم تھی کہ جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مختلف ادیان و مذاہب کے پیشوا اور عوام اس دین کو نہ فقط نہیں مانتے تھے بلکہ اس کے مخالفت تھے۔

*****

حوالہ جات

1۔ صفوی، ص1

2۔ اتکہ ہمایوں کے ایک وفادار دوست ندیم خان کی بیوی تھی ۔ اکبر اس کو ماں کہہ کر پکارتا اور اس کا بہت زیادہ احترام کیا کرتا تھا

3۔ بدائنی، ص386۔ حسن بیگ روملو، احسن التواریخ میں لکھتا ہے جیسا کہ اکبر شاہ نے آگرہ میں بادشاہی کا تاج پہنا، اسی طرح حکیم میرزا اکبر شاہ بھائی نے بھی کابل میں اپنی حکومت کا اعلان کیا

4۔ علامی، 278:3

5۔ کلود فریزر، ص40و47

6-Athar, p 162

7 -koka—Aziz, p5

8۔ حکمت، ص123

9۔ پناہی، ص 7

10۔ حکمت، ص114

11۔ احمد، محمد سعید، آثار اکبری یا تاریخ فتح پور سیکری، آگرہ، انتشارات اکبری، 1324ش

12۔ بدایونی، 138:2

13-ایضاً، ص246

14۔ احمد، نظام الدین، 127:2

15۔ بدایونی، 228:2

16۔ محمد علی، ص256

17۔ علامی، ابوالفضل، اکبر نامہ، تہران انتشارات مؤسسۂ مطالعات تحقیقات فرہنگی، 1372ش

18- شیمل، ص92

19۔ آزاد، ص87

20۔ فرزانہ لطفی و صادق اشکوری، مجموعہ مقالات میراث مشترک ایران و ہند، قم انتشارات مجمع ذخائر اسلامی، 1394ش

21۔ ریاض السلام، ص121

کتابیات

1. احمد، نظام الدین، طبقات اکبری، کلکتہ، انتشارات مولوی ہدایت حسین، 1931ء
2. احمد، محمد سعید، آثار اکبری یا تاریخ فتح پور سیکری، آگرہ، انتشارات اکبری، 1324ش
3. آزاد، محمد حسین، دربار اکبری، دہلی، 2010ء
4. بدائنی، عبدالقادر، ترجمہ، فاروقی احمد، منتخب التوریخ، انتشارات لاہور اردو بازار انارکلی، 1874ء
5. پناہی، یعقوب، تبیین تسامح مذہبی در بستر حکمرانی اکبر شاہ، فصلنامہ دانشگاہ بہشتی، بہار خرداد ماہ، شمارہ 5، 1391ش

6. حکمت، اصغر علی، سرزمین ہند، تہران، انتشارات دانشگاہ تہران، 1337ش

7. ریاض السلام، تاریخ روابط ایران وہند، مترجم عباسقلی غفاری فرد و محمد باقر آرام، تہران، انتشارات امیر کبیر، 1373ش

8. شیمل، آنہ ماری، در قلمرو مغل، ترجمہ، سمیعی فراز نجد، تہران انتشارات امیر کبیر، 1386ش

9. صفوی، آذر میدخت، مجموعہ مقالات زبان وادبیات فارسی در زمان اکبر شاہ و سلاطین صفوی، ہند، مرکز تحقیقات زبان فارسی دانشگاہ علیگرہ، 1395ش

10. علامی، ابوالفضل، آئین اکبری، ، تہران انتشارات مؤسسۂ مطالعات تحقیقات فرہنگی، 1877ء

11. فرزانہ لطفی و صادق اشکوری، مجموعہ مقالات میراث مشترک ایران وہند، قم انتشارات مجمع ذخائر اسلامی، 1394ش

12. کلود فریزر، دولافوس، تاریخ ہند، ترجمہ، محمد تقی فخر داعی، تہران، انتشارات آثار مفاخر فرہنگی 1316ش

13. محمد سعید احمد، آثار اکبری یا تاریخ فتح پور سیکری، آگرہ، انتشارات اکبری، 1324ش

14. محمد علی، نگاہی دوبارہ بہ وضعیت کشور ہند، مجموعہ مقالات، تہران انتشارات مہر تابان، 1390ش

15. Athar, M. Ali, Mughal in India, oxford press 2014ad

16. koka—Aziz, king collection- Cambeidge university library, 1594ad

17. - Vincent, A, Smith, Akbar the Great Mogul Oxford Clar endon press1917

18. -The Dabistan or School of Manners, David Shea and Anthony, london1843